Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies (MJIS)
ISSN 3007-3820 (Print) | 3007-3812 (Online)
(January-June) 2026, 4: 1 (1-29)

محی الدین جرنل آف اسلامک اسٹڈیز
(جنوری–جون ۲۰۲۶)، ۴: ۱

مسلم فکر کی تاریخ میں ابن رشد کے متحرک کردار کا تحقیقی مطالعہ

An Analytical Study of Averroes' Dynamic Role in the History of Muslim Thought

Dr. Ahmad[a]

[a]Assistant Professor, Islamic Studies, Green International University, Lahore
Corresponding author Email: dr.ahmad@giu.edu.pk

How to cite: Dr. Ahmad, " *An Analytical Study of Averroes' Dynamic Role in the History of Muslim Thought.," Mohi-ud-Journal of Islamic Studies 4, no. 1 (2026):1-29.*

ABSTRACT
This narrative research explores the historical accounts of Averroes' life, his socio-cultural background, and his dynamic role in the history of Muslim thought. Coming from a highly reputable family, Averroes maintained his ancestors' legacy through exemplary morals and dedicated social service. The study highlights his efforts to reform the contemporary educational system by advocating for a structured, staged approach to learning. In theology, he preserved his intellectual individuality during an era marked by the decline of the Mu'tazilites and the dominance of Ash'arite doctrine. He critiqued both schools, proposing instead that common people be taught core doctrines through a simple, literal adherence to sacred texts. Furthermore, in jurisprudence, he favored an expansive textual approach and emphasized the vital need for Ijtihad. In his philosophical inquiries, Averroes challenged Muslim theologians, aimed to diminish Ash'arite theological influences, and defended ancient philosophers without compromising his Islamic faith. He also contributed significantly to political science by analyzing various governance systems, ultimately identifying the Rashidun Caliphate as the ideal model. This research demonstrates how Averroes sought to revitalize Muslim thought and championed freedom of expression an intellectual stance for which he faced persecution until his demise.
Keywords: Ash'arites, Averroes, Islamic Jurisprudence, Ijtihad, Islamic Thought

Mention in the table a brief sketch of Second author's Contribution:- (Maximum two Authors allowed only):

C

All Contents of this publication is copyrighted and property of *Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies*, and restricted to commercial use. It allows Research uses only, provided that original author(s) and sources should be credited with a proper academic referencing.

1۔ تعارف

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ باری علیم و خبیر ہے، جس نے انسان کو تہذیب و تمدن سے روشناس کیا اور گمراہی سے بچانے کے لیے ہر دور میں انبیاء ورسل علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ ان نفوسِ قدسیہ کو اپنے دور کی مادی و علمی ترقی پر نازاں تہذیبوں کا سامنا تھا، جن کی مغلوبیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں عالی شان معجزات عطا کیے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات نے معاصر یونانی ورومی طب و حکمت کو عاجز کر دیا، اور مستقبل میں فریبِ دجال کا توڑ بھی سائنسی ترقی پر معجزاتی برتری سے ہی ممکن ہو گا۔

سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت سے یہ سلسلہ مکمل ہوا اور آپ ﷺ کو معلم بنا کر بھیجا گیا۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا دائمی معجزہ قرآن کریم ہے، جس کی الوہی حفاظت میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ قیامت تک مقابل تہذیبوں کے علوم و فنون سے پیدا ہونے والے چیلنجز کا حل قرآن و سنت سے ہی ممکن رہے گا۔ تاریخی طور پر، بت پرست یونان میں جہاں انبیاء کی آمد کے شواہد نہیں ملتے وہاں فلاسفہ کی بھرمار رہی، جبکہ سامی نژاد عرب فلسفے سے دور الہامی نصوص میں مگن رہتے تھے۔ چنانچہ یونانی فلسفے کی اس کثرت اور الہامی نصوص کے مابین فکری بعد کو ختم کرنے، اور مسلم فکر میں پیدا ہونے والے کلامی و فقہی جمود کے عصری حل کے لیے تاریخِ اسلام میں ابن رشد کا متحرک کردار سامنے آتا ہے۔

اگرچہ معاصر علمی دنیا اور مستشرقین کے ہاں ابن رشد کے روایتی فقہی یا خالص مغربی فلسفیانہ تناظر پر گراں قدر کام ہوا ہے، مگر جدید فکری و کلامی چیلنجز کے سامنے الہامی نصوص کے دفاع میں ان کے متحرک اسلوب کا تحلیلی جائزہ مفقود ہے۔ چنانچہ سابقہ تحقیقات میں موجود اسی فکری خلا کو پُر کرنا اس تحقیق کا بنیادی مقصد ہے۔ اس ریسرچ کے بنیادی مقاصد میں ابن رشد کے افکار کی روشنی میں معاصر مسلم فکر کے جمود کا حل تلاش کرنا اور مقابل تہذیبوں کی فکری یلغار کے سامنے نصوص کی عقلی و سائنسی برتری کے اصولوں کو واضح کرنا شامل ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے زیرِ نظر تحقیق میں بنیادی طور پر تاریخی، توصیفی، تحلیلی اور تقابلی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے، جہاں ابن رشد کے افکار کا ان کے اصل پس منظر میں تنقیدی جائزہ لے کر علمی نتائج اخذ کیے گئے ہیں تاکہ تحقیق کی علمی ثقاہت برقرار رہے۔

2۔ابن رشدؒ کا خاندان اور جائے ولادت

ابن رشد کا مکمل نام ابو الولید محمد ہے اور آپ ابن رشد الحفید کے نام سے معروف ہیں۔ ابن رشد کے بارے میں علامہ ابو عبد اللہ الضبی (599ھ) رقمطراز ہیں:

محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد قاضی قرطبة ابو الولید فقیه حافظ مشهور مشارك في علوم جمة و له تواليف تدل على معرفته۔[1]

((محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد، قرطبہ کے قاضی ابو الولید، فقیہ اور حافظ، بہت سے علوم کے مشہور عالم، اور ایسی کتابوں کے مصنف ہیں جو ان کے علم پر دلالت کرتی ہیں۔))

مسلمانوں کی آمد سے پہلے اندلس کے قدیم باشندے مسیحیت کے پیروکار تھے جو اپنی دینی تاریخ کی آڑ میں یہود سے نفرت کرتے تھے اور قدیم زمانے سے اپنی دینی شدت پسندی کی وجہ سے فلکیات، طبیعیات اور عقلی علوم سے اعراض کرتے تھے۔ وہاں کے حکمران مغربی گاتھ تھے جن کے مقابلے کے لیے 711ء میں طارق بن زیادؒ (670ء تا720ء) جبر الٹر سے نمودار ہوئے۔ اسی سال یعنی 93ھ میں قرطبہ فتح ہوا۔[2]

ابن رشد الحفید یورپ میں Averroes کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ آپ اپنے دادا کی وفات سے ایک ماہ قبل قرطبہ میں 520ھ بمطابق 1126ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا، ابن رشد الجد (م520ھ) اپنے دور کے ممتاز محدث، فقیہ اور قاضی تھے، جن کے مرتب کردہ فتاویٰ جات اب طبع شدہ صورت میں دستیاب ہیں۔ اس میں ہے کہ جب قاضی صحیح رائے پر پہنچنے کے بعد اس کے برعکس تاویل فاسد کر دے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے اظہارِ ناراضی کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے کیونکہ آپ ﷺ کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی خفگی ہو گی۔[3]

ابو محمد الیافعی رقمطراز ہیں:

تفقه و برع و سمع الحديث و اتقن الطب و اقبل على الكلام و الفلسفة حتى صار يضرب به المثل۔[4]

---

1 ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ الضبی (م 599ھ)، **بغية الملتمس فی تاريخ رجال اهل الاندلس** (بيروت: دار الكتاب العربی، 1967م)، 54۔

2 احمد بن یحیی بن جابر بن داود البلاذری (م 278ھ)، **فتوح البلدان** (سكندريه: دار ابن خلدون، س ن)، 254۔

3 ابو الولید محمد بن احمد ابن رشد الجد (م 520ھ)، **فتاویٰ ابن رشد** (بيروت: دار الغرب الاسلامی، 1987م)، 2: 547۔

4 ابو محمد عبد اللہ بن اسعد اليافعی اليمنی (م 768ھ)، **مراة الجنان وعبرة اليقظان فی معرفة ما يعتبر من حوادث الزمان** (بيروت: دار الكتب العلمية، 1997م)، 3: 362۔

((آپ نے فقہ میں مہارت حاصل کی، حدیث سنی، طب میں مہارت حاصل کی، علم الکلام اور فلسفے کے عادی ہو گئے یہاں تک کہ ان میں ضرب المثل بن گئے۔))

ایک دفعہ خلیفہ منصور کے دربار میں دار الخلافہ اشبیلیہ اور قرطبہ کا موازنہ شروع ہو گیا، بعد میں ابن رشد کی نظر بندی ختم کرنے کے لیے انہی اہل اشبیلیہ نے بادشاہ کو اپنی گواہیوں سے رام کیا تھا، ابن رشد کہہ اٹھے:

اذا مات عالم باشبيلية فاريد بيع كتبه حملت الى قرطبة حتى تباع فيها ، و ان مات مطرب بقرطبة فاريد بيع الآلته حملت الى اشبيلية۔[5]

((اشبیلیہ میں کسی عالم کی وفات پر اس کی کتب بیچنے کے لیے قرطبہ لائی جاتی ہیں اور جب مغنی مطرف قرطبہ میں مرا تو اس کا ترکہ اشبیلیہ میں بھیجا گیا تھا۔))

فقہ میں آپ کے والد اور دادا کی اچھی شہرت اور نیک نامی آپ کو اس دور کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کی طرف لے گئی۔ آپ نے دینیات، ادویہ سازی، علم نجوم اور قانونی فکر کی تعلیم پائی اور عربی و یونانی فلسفے میں مہارت حاصل کی۔ دانشور ہنوز دعویٰ کرتے ہیں کہ ابن رشد نے اسلامی قاضی اور فلسفی کے طور پر دو متضاد تصور جہاں پیش کیے ہیں۔[6]

3۔ ابن رشد کے اخلاق، عادات اور سماجی خدمات

ابن رشد مسلم نصاب کی تحصیل، پیروی اور عملداری میں مصروف ہو کر اپنے علاقے میں معزز ہوئے اور آپ نے قاضی کے طور پر اصول درایت کو اصول روایت پر ترجیح دی۔[7]

ابن رشد پہلے 1169ء میں اشبیلیہ کے قاضی اور پھر 1180ء میں قرطبہ میں قاضی القضاۃ بنائے گئے۔ آپ میں اس قدر رحم دلی تھی کہ کبھی کسی کو سزائے موت نہ دی اور دشنام طرازی کرنے والوں سے در گزر کرتے تھے۔ ابن الابار کہتے ہیں: انما قصرها على مصالح اهل بلدة خاصة و منافع الاندلس عامة۔[8]

---

5. أحمد بن محمد المقرى التلمسانى (م 1041ھ)، **نفخ الطيب من غصن الاندلس الرطيب**، تحقيق: د۔ احسان عباس (بيروت: دار صادر، 1968م)، 1: 155۔

6. Roger Arnaldez, **Averroes: A Rationalist in Islam** (Notre Dame: University of Notre Dame Press, 2000), 6.

7. فرح انطون، **ابن رشد و فلسفته** (بيروت: دار الطليعة، 1981م)، 217۔

8. ابو عبد الله محمد بن الابار (م 658ھ)، **كتاب التكملة لكتاب الصلة** (مدريد: مطبعة روخص، 1886م)، 1: 270۔

((ابن رشد نے اپنے اختیارات اور حکومتی رسائی سے ذاتی منفعت کے بجائے عوامی بھلائی کو ترجیح دی۔))

ابن رشد کے ایک شاگرد ابو بحر صفوان بن ادریس التجیبی (م598ھ) تھے، وہ آپ کے بعد جلد ہی اپنی جوانی میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ انہوں نے اپنے ایک مکتوب میں ابن رشد کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

وانت امام العلم غیر منازع و کتبک فی اهل الضلال کنائب[9]

((آپ علم کے غیر متنازعہ امام ہیں اور آپ کی کتابیں گمراہوں کے لیے نائب ہیں۔))

ابن رشد میں تواضع اور فیاضی کی خوبی نمایاں تھی اور آپ عوامی بہبود میں مگن رہتے تھے۔ آپ ذکی اور قوی النفس معروف تھے اور قاضی بننے پر لوگ آپ کی بصیرت کے گرویدہ ہوگئے جس سے آپ کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔

و کان یفزع الی فتیاه فی الطب کما یفزع الی فتیاه فی الفقه مع الحظ الوافر من العربیة۔[10]

((ابن رشد اپنے نوجوانوں کو فقہ کی طرح طب میں ماہر بناتے اور عربی ادب سے وافر حصہ سکھاتے تھے۔))

ابن رشد کے ناقدین کے جواب میں آپ کے شاگرد ابو بحر التجیبی نے رسالة فی الرد علیٰ بعض اهل اشبیلیة الذی انتقد علی القاضی ابی الولید بعض احکامه کے نام سے ایک رسالہ رقم کیا، اس میں انہوں نے مخالفین کا نظم و نثر میں رد کیا، وہ لکھتے ہیں:

و ان شئت فکن ممن اشتمل ببرود ذلک المذهب الفسل و ارتدی۔[11]

((اگر تم چاہو تو ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو بے حیائی اور ارتداد کے اس عقیدے کو سرد مہری سے اپناتے ہیں، یا تم چاہو تو ٹھنڈے دل والوں میں شامل ہو جاؤ۔))

ابو بحر التجیبی نے ابن رشد کا ایک قصیدہ بھی لکھا، جس میں وہ رقمطراز ہیں:

---

9 عبد الرحمٰن التلیلی، **ابن رشد فی المصادر العربیة** (القاهرة: المجلس الاعلیٰ للثقافة، 2002م)، 51۔

10 شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذهبی (م 748ھ)، **تاریخ الاسلام و وفیات المشاهیر و الاعلام**، تحقیق: د۔ عمر عبدالسلام تدمری (بیروت: دار الکتاب العربی)، 4: 196۔

11 د۔ محمد بن شریفة، **نصوص جدیدة حول ابن رشد** (مداخله: الندوة التراثیة الاولیٰ: ابن رشد الطبیب و الفقیه و الفیلسوف، الکویت، 22 ینایر 1995م، سلسلة مطبوعات المنظمة الاسلامیة للعلوم الطبیة)، النصوص: 585- 596۔

و دع ما تدعیه کرب النخل ، الی انخراط فی سلک جالینوس و بقراط سالک من اصابة المحز و تطبیق المفصل علی اوضح سراط ، من رجل حسرت به وجوه الشرائح و الطبائع عن القناع۔[12]

((کھجور کی تکلیف ترک کر دیں، جالینوس اور سقراط کی صف میں شامل ہوں، جنہوں نے ایسے شخص کو جس کے چہرے پر کئی طرح کی اداسی تھی، مصیبت سے بچ کر جوڑ کو ٹھیک طریقے سے لگایا۔))

1182ء میں مراکش میں ابن طفیل نے وفات پائی تو آپ بادشاہ کے طبیب خاص مقرر کیے گئے۔ آپ نے اس قدر مصروف بہتر سالہ زندگی میں سے چھتیس برس گویا تالیفات میں گزار دیئے جن میں سے ہر کتاب پر سن تکمیل کا اندراج کیا اور رہائشی مقام لکھنے سے آپ کی مراکش اور اندلس کے شہروں میں سفر در سفر کا پتہ چلتا ہے۔ مسلم مورخ لکھتے ہیں کہ ابن رشد جلیل القدر فقیہ، حافظ الحدیث اور جامع العلوم ہیں۔ آپ کی تالیفات آپ کی علمیت اور معرفت پر دلالت کرتی ہیں۔[13]

ابن رشد ہمیشہ علمی سرگرمیوں میں مشغول رہتے تھے:و کان ذا ذکاء مفرط و ملازمة للاشتغال لیلا و نهارا۔[14] ((ابن رشد بے حد ذہین تھے اور دن رات کام میں مصروف رہتے تھے۔))

ابن فرحون المالکی لکھتے ہیں کہ ابن رشد نے دس ہزار اوراق تالیف کیے اور اپنے فقہی اور طبی علم کی وراثت اگلی نسل کے حوالے کر گئے نیز آپ کو عربی دیوان ازبر تھے۔ ابن فرحون مزید بتاتے ہیں:

و کانت الدرایة اغلب علیه من الروایة--- و عنی بالعلم من صغره الی کبره حتی حکی انه لم یدع النظر و لا القراءة منذ عقل الا لیلة وفاة ابیه ، و لیلة بنائه علی اهله۔[15]

---

12 ابو بحر صفوان بن ادریس التجیبی (م 598ھ)، **زاد المسافر** (بحوالہ: نصوص جدیدة حول ابن رشد، د۔ محمد بن شریفة، القسم الاول)، 554۔

13 ابوعبداللہ احمد بن یحیٰ الضبی (م 599ھ)، **بغیة الملتمس فی تاریخ رجال اهل الاندلس** (بیروت: دار الکتاب العربی، 1967م)، 54۔

14 ابن العماد عبد الحي بن أحمد بن محمد الحنبلي (ت 1089ھ)، **شذرات الذهب في أخبار من ذهب** (بيروت: المكتب التجاري للطباعة والنشر والتوزيع، س ن)، 4: 320۔

15 برہان الدین ابن فرحون المالکی (م 799ھ)، **الدیباج المذهب فی اعیان المذهب** (القاهرة: مطبعة بولاق، 1351ھ)، 284- 285۔

((ابن رشد کے ہاں درایت روایت سے زیادہ اہم ہے۔ آپ اپنے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک علم سے وابستہ رہے، یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اپنی تمام عمر میں، سوائے اپنے والد کی وفات اور اپنی شادی کی رات کے، فکر و نظر یا مطالعہ نہیں چھوڑا۔))

تاج الدین ابن حمویہ آپ سے ملاقات کا متمنی ہوا لیکن مغربی سیاحت کے دوران یعقوب المنصور (1199ء) کے عتاب کے باعث ان کی باہم ملاقات نہ ہو سکی۔ پوچھنے پر آپ کی نظر بندی کا پتہ چلا جس کی وجوہات ردی اقوال اور متروک علوم کی طرف نسبت بتائی گئی۔[16]

4۔ اندلس کی علمی تحقیقات میں ابن رشد کا اصلاحی کردار

اندلس میں تحصیل علم کے لیے قرآن کریم کا حفظ پہلا قدم ہوتا تھا۔ پھر صرف و نحو، ادب و انشاء اور لسانی قواعد کی مشق کرائی جاتی تھی۔ اس کے بعد مؤطا امام مالک حفظ کرائی جاتی تھی۔ اپ کے والد ماجد ابو القاسم احمد بن رشد نے حدیث کے استاد کے طور پر آپ کو مؤطا یاد کرائی۔ ابو بکر بن سمحون عربی میں آپ کے استاد ہیں اسی طرح ابو جعفر بن عبد العزیز اور ابو الفضل عیاض آپ کے اساتذہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ابو بکر بن عربی اور ابو عبد اللہ مازری جیسے نامور محدثین کے سامنے بھی آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ آپ نے دو راتوں کے علاوہ شبینہ مطالعہ کے اپنے پیہم معمول کا تذکرہ کیا ہے۔[17]

آپ کے حدیث کے اساتذہ میں ابو القاسم بن بشکوال بھی شامل ہیں جنہیں اندلس کی ثقافتی تاریخ میں سند مانتے ہوئے علمی حلقوں میں وقعت دی جاتی ہے۔[18] فقہ، اصول اور علم کلام کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ از خود قدیم عقلی علوم کی طرف متوجہ ہو گئے۔[19] 1153ء میں آپ مراکش سدھار گئے اور ہیئت و فلکیات کی رصد گاہی تحقیق میں ستاروں پر کمند ڈالنے میں مگن ہو گئے۔

---

16 ابو العباس احمد ابن ابی اصیبعہ (م 668ھ)، **عیون الانباء فی طبقات الاطباء** (بیروت: مکتبة الحیات، 1965م)، 2 : 75۔

17 ابو عبد الله محمد بن الابار (م 658ھ)، **کتاب التکملة لکتاب الصلة** (القاهرة: دار السعادة، س ن)، 2: 553۔

18 ابو القاسم خلف بن عبد الملک ابن بشکوال (م 578ھ)، **الصلة** (مدرید: مطبعة روخص، 1882م)،1: 83۔

19 عمر رضا کحالہ، **معجم المؤلفین** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، 7: 313۔

اندلس میں مدارس عموماً مساجد سے متصل ہوتے تھے، تاہم موحد خلیفہ عبد المومن مدارس کے لیے منفرد عمارات اور جدید نصابی اصلاحات کا خواہشمند تھا۔ اس مقصد کے لیے اس نے سائنسی ذوق کے حامل عالمِ دین، ابن رشد کا انتخاب کیا، جنہوں نے بادشاہ اور علماء کے درمیان اعتماد کی فضا قائم کر کے اصلاحات نافذ کیں۔ ابن رشد نے درسی ضرورت کے مطابق مختصر تالیفات لکھیں، جو بعد میں یورپ کی جامعات کے نصاب کا حصہ بنیں۔ بعد ازاں، بادشاہ یوسف بن عبد المومن نے بھی تعلیمی نصاب پر توجہ برقرار رکھی اور ابن طفیل، ابو مروان ابن زہر اور ابن رشد جیسے جلیل القدر اربابِ علم و فن کی سرپرستی کر کے انہیں درباری عہدوں سے نوازا۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ابو تمام اور متنبی کے دیوان انہیں یاد تھے اور دوران گفتگو موزوں شعر کہہ دیتے تھے۔ آپ نے اپنی اولاد کو طب، فقہ اور عربی کی تعلیم دلائی۔[20] ابن الآبار لکھتے ہیں: حکی عنه ابو القاسم بن الطیلسان انه کان یحفظ شعری حبیب و المتنبی و یکثر التمثل بهما فی مجلسه۔[21] ((ابو القاسم بن الطیلسان نے بیان کیا کہ ابن رشد کو حبیب اور المتنبی کے اشعار یاد تھے، اور آپ اپنی مجلس میں اکثر ان کو بیان کرتے تھے۔))

ابو القاسم طیلسان، ابو عبد اللہ الندرومی، ابو بکر بن جہور، ابو الحسن سہل بن مالک، ابو محمد بن حوط اللہ، ابو الربیع بن سالم اور ابو جعفر احمد بن سابق نے آپ سے طب کی تحصیل کی جبکہ سلطان ایوبیؒ کے معالج موسیٰ میمون کو آپ کا فرضی شاگرد کہا جاتا ہے جس نے آپ کی تالیفات کا عبرانی میں ترجمہ کیا۔ آپ کا بیٹا ابو محمد عبد اللہ طبی ماہر اور خلیفہ ناصر کا معالج تھا۔

آپ طلبہ کے لیے ایسا غوجی کی سفارش کرتے اور نئی نسل کو سائنسی و طبی مہارت سے آراستہ دیکھنے کے خواہشمند تھے اہل مغرب کے نزدیک ابن رشد ایک عقلیت پسند مفکر تھے جن کا فلسفہ امام غزالیؒ کے برعکس سائنسی بنیادوں کی طرف واپسی تھا آپ نے تدبر سے سائنس میں بلند مقام پایا اور آپ کی طبی تصنیف الکلیات میں ریٹینا کے افعال اور چیچک کے زندگی میں صرف ایک بار ہونے کا تاریخی انکشاف موجود ہے۔

آپ نے مشرقی نظام تعلیم کی طرح اندلس میں منطق اور فلسفہ کی تعلیم کو بنیادی ضرورت سمجھا۔ 1162ء میں لکھی گئی آپ کی کتاب الکلیات اصولِ طب میں ہے۔ اس سے آپ کے غیر معمولی وسعت مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔

---

20 صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی (م 764ھ)، **کتاب الوافی بالوفیات**، تحقیق: احمد الارناؤط اور ترکی مصطفیٰ (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1420ھ)، 2: 115۔

21 ابو عبد اللہ محمد بن الابار (م 658ھ)، **کتاب التکملة لکتاب الصلة** (القاہرة: دار السعادة)، 2: 552۔

آپ کی تجویز پر شاہی طبیب ابو مروان بن زہر نے کتاب التیسیر رقم کی تھی۔ آپ نے جالینوس کی طبی کتب کی تلخیص کی اور ابن سینا کی ارجوزہ فی الطب کی شرح 1180ء میں لکھی۔ ابن طملوس (م620ھ) نے ابن رشد کے بعد اس کتاب کی ایک اور شرح لکھی تو اس میں بادشاہ ابو یعقوب یوسف کی تعریف کی اور ابن رشد کے بارے میں درج ذیل الفاظ لکھے:و یری له من الفضیلة ما لم یره لامثاله من جلالة القدر و کبر النفس، و علو الهمة، و حسن الهدی و السمت و رجاحة العقل و حصافة الرای۔[22]

((ابن رشد میں قدر و عظمت کی بزرگی، روح کی عظمت، بلند عزم، اچھی رہنمائی، بلندی، دماغ کی تندرستی، اور فیصلے کی تدبیر میں ہر ایک کی ایسی خوبی دیکھی جو ان جیسے اوروں میں بڑائی کے اعتبار سے نہیں دیکھی تھی۔))

ابو مروان بن حزبول اور ابو جعفر بن ہارون طب میں آپ کے استاد تھے جبکہ ایک اور استاد ابو عبداللہ مازری طب کے ساتھ صحیح مسلم کے شارح بھی تھے آپ کے ابن طفیل سے قریبی روابط تھے اور ابن باجہ سے فکری مکالمے کا امکان بیان کیا جاتا ہے ابن رشد کا کشادہ ذہن اور تحقیقی طریقہ کار ہمیں نئے راستے دکھاتا ہے مسلم اسپین کی ابتدائی صدیوں میں اہل علم طبی تعلیم کے لیے بغداد اور قاہرہ جاتے تھے مگر بعد میں اسپین میں ہی ایسی جامعات قائم ہوئیں جن کی بدولت بارہویں صدی میں مسلم ایجادات اور طبی تجربات یورپ منتقل ہوئے۔ ابن رشد معروف ترین اندلسی مسلم عالم ہیں جو جج، معالج اور طبی انسائیکلوپیڈیا کے مصنف کے طور پر سبقت لے گئے اور فلسفے سے مغرب پر اثرات مرتب کیے۔[23] گویا ابن رشد نے اندلس میں علمی، طبی، فلسفی اور تعلیمی اصلاحات کے ذریعے تحقیق، عقلیت اور سائنسی فکر کو نئی جہت عطا کی۔

5۔ اندلس کی کلامی تحقیقات میں ابن رشد کا منفرد کردار

امت مسلمہ میں اختلافات ظاہر ہونے کے بعد عقائد پر بحث کی ابتداء ہوئی، اور مامون الرشید کے زمانے میں معتزلہ نے اس کی خوب نشر واشاعت کی، جس سے یہ الگ علمی فن بن گیا، اور اس کا نام علم الکلام رکھا گیا۔[24]

22 ابن طلموس (م 621ھ)، **شرح لارجوزة ابن سينا فی الطب** (مخطوط: دار الكتب الوطنية بتونس، رقم: 5355)۔

23 Ahmed Essa & Othman Ali, Studies in Islamic Civilization: The Muslim Contribution to the Renaissance (International Institute of Islamic Thought, 2012), 14.

24 ابو الفتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانی (م 548ھ) **الملل و النحل** (تحقيق: عبد العزيز محمد الوكيل، القاهرة: مؤسسة الحلبی، 1968م)، 1: 25۔

معتزلہ علم الکلام اور بحث و مباحثہ میں اپنے مخالفین پر بھاری تھے وہ سمعی اور عقلی علم میں فرق کرنے کے ساتھ مناظروں میں مہارت رکھتے تھے حضرت حسن بصری کی مجلس سے الگ ہو کر انہوں نے اپنے علمی مشاغل اپنائے۔[25]

ابوالحسن اشعری اہل بصرہ میں سے تھے جنہوں نے پہلے معتزلہ سے تعلق رکھنے کے بعد خلق قرآن اور عدل کے مسائل پر ان سے اختلاف کیا پھر ایک روز جامع مسجد بصرہ میں جمعہ کے دن بلند آواز میں اپنا تعارف کرایا اور خلق قرآن صفات باری تعالیٰ اور افعال بشر کے سابقہ عقائد سے توبہ کی۔[26]

بعد میں معتزلہ کے رد میں خلیفہ القادر کو کتب پیش کی گئیں جس نے انہیں کلامی تدریس اور مناظرے ترک کرنے کا حکم دیا اور سزائیں دیں پھر خلیفہ کے حکم پر سلطان محمود غزنوی نے معتزلہ کی گرفتاری جلاوطنی اور قتل کے احکام صادر کیے اور منبر و محراب سے ان پر لعنت کا طریقہ جاری کیا۔[27]

اہل سنت کی کلامی کتب میں معتزلہ کے زعماء کی تکفیر کو واجب لکھا گیا ہے جہاں امت کے تمام فرقے ان کی تکفیر کرتے نظر آتے ہیں۔[28] اہل سنت کو فرقہ ناجیہ کہا جاتا ہے جس میں اشاعرہ اور اہل الحدیث کے سلفی بھی شامل ہیں۔[29] سلف صالحین اور اہل الحدیث کا مذہب یہ ہے کہ قرآن لفظ، معنی اور حروف کے لحاظ سے اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔ انہوں نے ایسے شخص کی مذمت کی ہے جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے۔[30]

قد جعل اصناف الامة اربعة: باطنية ، حشوية ، معتزلية و اشعرية۔ و قد قصر حيث لم يذكر السلف ، و هو مذهب خيار هذه الامة الى يوم القيامة۔[31]

---

25 ابوالحسن محمد بن احمد الملطى (م 377ھ) **التنبيه والرد على اهل الاهواء والبدع** (بیروت: مکتبة المعارف، 1968م)، 35۔

26 ابو الفرج محمد بن اسحاق ابن النديم (م 385ھ) **الفهرست** (القاهرة)، 271۔

27 Adam Metz, **Islamic Civilization in the Fourth Century AH** (Cairo, 1957), 363.

28 عبد القاهر بن طاهر البغدادى (م 429ھ) **اصول الدين** (استنبول: مطبعة الدولة، 1928م)، 318، 343۔

29 عبد القاهر بن طاهر البغدادى (م 429ھ) **الفرق بين الفرق وبيان الفرقة الناجية منهم** (بیروت: دار الآفاق الجديدة، 1973م)، 309۔

30 أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي (م 321ھ)، **شرح العقيدة الطحاوية** (بيروت، 1988م)، 170۔

31 تقى الدين احمد بن عبد الحليم ابن تيمية (م 728ھ)، **الرد على فلسفة ابن رشد** (تصدير: محمد امين، القاهرة: المكتبة المحمودية التجارية)، 128۔

((اس امت میں چار بڑے فرقے ہیں: باطنی، حشویہ، معتزلہ اور اشاعرہ۔ اسے مختصر کر دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں سلف کا ذکر نہیں کیا گیا، اور یہ قیامت تک اس امت کے منتخب لوگوں کا عقیدہ ہے۔))

حجاز کی طرح مسلم مغرب میں بھی سلف صالحین کی ناپسندیدگی کی وجہ سے علم کلام کو بدعت اور عقائد کے لیے نقصان دہ سمجھ کر برا جانا جاتا تھا اور لوگ اس میں مشغول شخص سے دور رہتے تھے۔[32]

اندلس کے مالکی محدثین حنابلہ اور ظواہر کی طرح دین کو صرف ظاہر اور واضح برہان مانتے تھے اس لیے ابن حزم کی مانند ان کا بھی یہی موقف تھا کہ باطن کا دعویٰ محض گمراہی ہے۔[33]

عقائد کی یہ روش مرابطون کے دور تک قائم رہی جو شیخ عبداللہ بن یاسین کے پیروکار تھے ابن رشد الجد نے بھی فتویٰ دیا کہ سلف کا طریقہ ہی بہترین ہے اس لیے حکمران عوام کو اشعری مذہب پڑھنے سے روکیں کیونکہ متکلمین کا یہ طریقہ گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اور یہ لوگ اپنے نظریات نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔[34]

مسلم مشرق میں امام غزالی نے اشعری عقائد جاری کیے جنہیں بلاد شام میں سلطان ایوبی کی حمایت سے استحکام ملا مدرسہ نظامیہ میں تدریس کے دوران امام غزالی کے پاس مراکش کے بربر قبیلے کا ایک لائق شاگرد محمد بن تومرت آیا جو رباط ایجلی میں پیدا ہوا تھا اس نے بعد میں خود کو مہدی حسنی سید کہہ کر امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔[35]

محمد بن تومرت نے چھٹی صدی ہجری کے اوائل میں مشرق جا کر امام غزالی سے اشعری عقائد سیکھے اور مراکش واپسی پر انہیں رواج دیا جس طرح مشرق میں بنو عباس نے اعتزال کے لیے جبر کیا اسی طرح مغرب میں

---

32 عبد الواحد المراکشی (م 647ھ)، **المعجب فی تلخیص اخبار المغرب** (بیروت: دار الکتاب، 1978م)، 252۔

33 ابو محمد علی بن احمد ابن حزم (م 456ھ)، **الفصل في الملل والأهواء والنحل** (القاهرة: مكتبة الخانجي)، 2: 92۔

34 المختار بن الطاہر التلیلی، **ابن رشد الجد وكتابه المقدمات** (بیروت: الدار العربية للكتاب، 1988م)، 426۔

35 ابو عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي (م 626ھ)، **معجم البلدان** (بیروت: دار صادر، 1986م)، 1: 152۔

علامہ ابن خلدون نے ناصبی طرز پر مہدی موعودؑ کے بارے میں وارد آثار پر جرح کی ہے اور مہدویت کے بڑھتے ادعاء کی وجوہات ابن تومرت کے دیس سوس مغرب جیسے دور دراز خطے، عوامی کم علمی، گروہوں کی چالبازی اور محاربانہ فضاء میں قیام امن کی کامیابی بیان کی ہے اور اس دعوے میں کامرانی کا تجزیہ کرتے ہوئے عصبیت و شوکت کی شرط عائد کی ہے۔ (ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ص:323)۔

موحدون نے تشدد کے ذریعے اشعری عقائد پھیلائے جہاں ان کا مقابلہ محدثین اور حنابلہ سے تھا ابن تومرت نے امام غزالی کے مشورے پر الموحدون حکومت قائم کی اور مراکش میں بادشاہ علی بن تاشفین کے کرائے گئے مناظرے میں وہاں کے علماء کو شکست دی۔[36]

حکومت ملنے پر مہدی کے خلفاء نے اشعری عقائد کے مخالفین کا بے دریغ خون بہایا مرید اسے امام معصوم اور علم نجوم و جفر کا ماہر مانتے تھے یہ اسماعیلی علوم تھے جنہیں مسلم بن محمد نے اخوان الصفاء کے مذہب کے ساتھ اندلس منتقل کیا جہاں معتزلہ کے بھی گنے چنے عالم ہی سامنے آسکے تھے۔

ابن رشد نے اشعری عقائد کی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں جب آپ کا علمی ارتقاء ہوا تو آپ اشاعرہ کی وجہ سے علم الکلام سے متنفر ہو گئے۔1178ء میں لکھی جانے والی فصل المقال وتقرير ما بين الشريعة والحكمة من الاتصال اور1179ء میں تحریر کی گئی الکشف عن مناہج الادلۃ فی عقائد الملۃ آپ کی عقائد پر بنیادی کتب ہیں۔ آپ نے1178ء میں مقالة في العلم الالٰہی کے نام سے ایک رسالہ بھی رقم کیا تھا۔ ابن رشد کی دیگر اصولی کتب میں ملخص لفصل المقال، التقريب بين المشائين والمتكلمين، القسم الرابع من وراء الطبيعة، شرح كتاب الايمان لامام المهدى ابى عبد الله محمد بن تومرت شيخ الموحدين شامل ہیں۔[37]

یونانی تصانیف بالخصوص ارسطو کی تشریح و تلخیص، ان کے مقابلے پر ابن سیناء اور فارابی جیسے بلند پایہ حکماء کی تغلیط اور اشاعرہ و متکلمین کا رد آپ کی تصنیفات کے تین مقاصد ہیں۔[38]

و ان كان روى ان الحفيد هذا كانت فيه نزعة اعتزالية فله تواليف عجيبة۔[39]

((اگرچہ یہ روایت بھی ہے کہ ابن رشد الحفید میں معتزلی جھکاؤ پایا جاتا تھا، تاہم ان کی تصنیفات انتہائی شاندار اور حیرت انگیز ہیں۔))

---

36 زين الدين عمر بن مظفر ابن الوردى (م 749ھ)، **تاريخ ابن الوردى** (بيروت: دار الكتب العلمية، 1417ھ)، 2: 4۔

37 اسمٰعيل باشا بن محمد امين البابانى البغدادى (م 1339ھ)، **ايضاح المكنون فى الذيل على كشف الظنون عن اسامى الكتب والفنون**(بيروت: دار إحياء التراث العربي)، 4: 192۔

38 ابو يعقوب يوسف ابن الزيات (م 627ھ)، **التشوف الى رجال التصوف** (الرباط: كلية الآداب والعلوم الانسانية، 1984م)، 454۔

39 احمد بن ابى القاسم بن محمد الشعبى الهروى التادلى، **المعزى فى اخبار الشيخ ابى يعزى** (الرباط: مخطوط الخزانة العامة، رقم: 1773 د)، 361۔

معلوم ہوا رشد نے اندلس کی کلامی روایت میں عقل، برہان اور وحی کے درمیان متوازن ربط قائم کرتے ہوئے علمِ کلام کو تنقیدی انداز سے پرکھا، اشعری و معتزلی مناہج کا علمی جائزہ لیا اور شریعت و فلسفے کی ہم آہنگی کے ذریعے فکری اصلاح کی نئی جہت متعارف کرائی۔

6۔اندلس کی فقہی تحقیقات میں ابن رشد کا اجتہادی کردار

مختلف ادوار میں بنو امیہ کے دونوں پایہ تخت یعنی شام کی طرح اندلس میں بھی پہلے امام اوزاعی کا فقہی دبستان پروان چڑھا مگر حجاز جانے والے طلبہ امام مالک سے متاثر ہو کر ان کے گرویدہ ہو گئے۔ جب امام مالک نے اندلسی بادشاہ حکم بن ہشام کی رعایا پروری کا سن کر اس کے لیے دعا کی تو بادشاہ نے خوش ہو کر آپ کے شاگردوں یحیٰ مصمودی اور عبد المالک بن حبیب کو قاضی بنادیا اور اندلس میں فقہ مالکی چھا گئی۔ بعد میں موحدون کے دور کا منصور بادشاہ خود مجتہد تھا اور تقلید کے بجائے اجتہاد کی رغبت دینے کی وجہ سے علماء اسے ابن حزم کے بعد ظواہر میں شمار کرتے تھے۔ دراصل موحدون کلامی کامیابی کے بعد مالکیہ کے فقہی حلقے میں دراڑ ڈالنا چاہتے تھے انہوں نے اصول کے بجائے فروعی مسائل میں فقہاء سے بہتر مراسم رکھے جسے مستشرقین ان کی کمزوری اور مقبولیت میں کمی کا سبب کہتے ہیں۔[40]

ابن رشد کا خاندان مالکی مذہب کے آئمہ، فقہاء اور قضاۃ میں نامور ہوا آپ تیسری پشت میں قاضی بنے اور آپ کی اولاد میں بھی قضاۃ کا سلسلہ چلتا رہا۔ آپ نے مالکی فقہ میں حافظ ابو محمد بن رزق اور ابو مروان بن مسرہ سے اخذ علم کیا۔ آپ کے حلقہ احباب میں قاضی اور فقیہ تھے جنہیں آپ نے عقلیات کی طرف مائل کیا اور وہ آپ کے ایسے ہم آہنگ ہوئے کہ دورِ آزمائش میں بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔

1168ء میں آپ نے بداية المجتهد و نهاية المقتصد تالیف کی۔ اس میں اختصار اور جامعیت سے فقہائے اسلام کے فتاویٰ کا تقابلی مطالعہ کیا، ان کے اصولوں پر ان کے فتاویٰ کو پرکھا اور نتائج بتائے۔ آپ نے اپنی اس تالیف میں عبادات کے بیان کے بعد کتاب الجہاد رکھی ہے۔ یوں آپ نے کتاب الایمان اور کتاب المعاملات پر اسے ترجیح دی ہے۔ آپ کے دور کے پریشان کن حالات اس ترجیح کے اسباب میں شامل ہیں۔ آپ نے اجتہاد اور تقلید کے بارے میں متوازن رائے بیان کی ہے۔ آپ نے اختلاف فقہاء میں موافق اور مخالف آراء کو دلائل سے بیان کیا ہے۔

40- W. Montgomery Watt, A History of Islamic Spain (Edinburgh: Edinburgh University Press, 1965), 109.

فتهدى سجاياك ابن رشد نهاية و ان كان هذا السعد من بداية سيبقى على مر الزمان مخلدا۔[41]

((ابن رشد! آپ کی برکت آخر تک رہنمائی کرے گی، خواہ یہ سعادت ابتدا سے ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کا نام ہمیشہ رہے گا۔))

آپ نے التحصیل نامی اپنی تالیف میں قدیم فقہی اختلافات اور ان کے دلائل کا محاکمہ کیا ہے۔ اصول فقہ میں آپ نے مختصر المستصفی فی اصول الفقہ رقم کی اور کتاب فی التنبیہ الی اغلاط المتون بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہے۔الدعاوی، دروس فی الفقہ، کتابان فی الذبیحۃ ، کتاب الحراج اور الکسب الحرام نامی کتب آپ کی تالیفات کی فہرست میں ملتی ہیں۔ ابو محمد بن حوط اللہ اور سہل بن مالک نے آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کے مخالفین کے ہاں آپ سے روایت کو مناسب نہیں سمجھا جاتا۔[42]

ابن رشد نے اندلس کی فقہی تحقیقات میں اجتہادی بصیرت، تقابلی فقہ اور استدلالی منہج کو فروغ دیتے ہوئے فقہی اختلافات کا علمی تجزیہ کیا، تقلید و اجتہاد میں اعتدال اختیار کیا اور مالکی فقہ کو تحقیقی و استنباطی جہت عطا کی۔

7۔ اندلس کی فلسفیانہ تحقیقات میں ابن رشد کا جمود شکن کردار

اندلس کے دینی ماحول میں علوم عقلیہ کو فراموش کیا جاتا تھا حتیٰ کہ خلیفہ الحکم المستنصر لدین اللہ کا دور آیا، جو مامون الرشید کی طرح علوم و فنون کا دلدادہ تھا۔ اس نے ابو الفرج اصفہانی کو کتاب الاغانی کے اولین نسخے کے لیے ایک ہزار اشرفی بھیجی اور اپنے کتب خانے کی ہر کتاب پر مصنف کا شجرہ نسب اور سال وفات خود درج کیا۔ اس کی علم پروری کی وجہ سے یہودی علماء کی قدر بڑھی اور شاہی خزانہ بھی خالی ہو گیا، لیکن اس کا جانشین ہشام فلسفہ کا دشمن ثابت ہوا جس نے کتب جلانے کے فرمان جاری کیے۔

ابو یعقوب یوسف ایسا بادشاہ تھا جسے شریعت اور حکمت جمع کرنے کا شوق تھا۔ اس نے اپنی تسکین کے لیے ابن رشد سمیت ہر فن کے ماہرین کو جمع کر لیا تھا، جیسا کہ ابن خلکان رقمطراز ہیں:

---

41 احمد بن محمد المقرى التلمسانى (م 1041ھ)، **ازهار الرياض فى اخبار القاضى عياض** (تحقيق: مصطفى السقا، ابراهيم الابيارى وعبد الحفيظ شلبى، القاهرة، 1940م)، 2: 48۔

42 شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (ت 748ھ)، **سير أعلام النبلاء** (بيروت: دار الفكر للطباعة والتوزيع)، 15: 453۔

و لم يزل يجمع اليه العلماء من كل فن من جميع الاقطار و من جملتهم ابو الوليد محمد بن احمد بن محمد بن رشد الاندلسی۔[43]

((بادشاہ ابویعقوب یوسف ہمیشہ تمام ممالک کے ہر فن کے علما کو اس کے پاس جمع ہوتے رہے اور ان میں سے ابو الولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد الاندلسی بھی ہیں۔))

ابن طفیل نے آپ کی رسائی بادشاہ تک کرائی۔ پہلی ملاقات میں جب بادشاہ نے قِدَم عالم پر سوال کیا، تو امام غزالی کے کفر کے فتوے کے ڈر سے آپ جواب نہ دے پائے۔ پھر بادشاہ نے خود گفتگو شروع کی، تو آپ مطمئن ہو کر شریک ہو گئے۔ ابن رشد نے اشاعرہ، معتزلہ، فلاسفہ اور صوفیاء کے طریقے پر کلام نہیں کیا، کیونکہ وہ ان کی کتب کو شریعت کے لیے نقصان دہ مانتے تھے۔ انہوں نے امام غزالی اور ابن سینا کے عقائد و تحقیقات کو بھی پرکھا۔

و اما ابو حامد ، فانه ظم الوادی على القرى ، و لم يلتزم طريقة فی كتبه ، فتراه مع الاشعرية اشعريا ، و مع المعتزلة معتزليا ، و مع الفلاسفة فيلسوفا ، و مع الصوفية صوفيا۔[44]

((جہاں تک ابو حامد کا تعلق ہے تو اس نے شہروں پر وادیوں سے حکومت کی، اور اپنی کتابوں میں طریقہ کار پر عمل نہیں کیا، اس لیے آپ اسے اشعری کے ہاں اشعری، معتزلہ کے پاس معتزلی، فلسفیوں کے ہاں فلسفی اور صوفیاء کے پاس صوفی دیکھتے ہیں۔))

ابن رشد کے مطابق ابن سینا نے متکلمین اور قدیم فلاسفہ کے مذاہب کو خلط ملط کر دیا تھا۔ ابن سینا کا ماننا تھا کہ ممکن الوجود ایک ایسی علت کا معلول ہے جو قدیم نہیں ہے، جسے ابن رشد اور ارسطو کے متبعین نے عقلاء کے خلاف قرار دے کر مسترد کر دیا۔ یہ لوگ قِدَم عالم کا نظریہ رکھتے تھے، حالانکہ ذاتِ اول کو کائنات کا خالق اور فاعل نہ ماننا کفر اور جہالت ہے۔

فالمقصود انهم وافقوا سائر العقلاء فی ان الممكن المعلول لا يكون قديما بقدم علته كما يقول ذلك ابن سينا و موافقه۔[45]

43 ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بكر ابن خلكان (م 681ھ)، **وفيات الاعيان و انباء ابناء الزمان** (تحقيق: محمد محی الدين عبد الحميد، القاهرة: مكتبة النهضة المصرية، 1948م)، 134۔

44 لسان الدين ابو عبد الله محمد بن عبد الله ابن الخطيب (م 764ھ) **الاحاطة فی اخبارغرناطة**، (تحقيق: محمد عبد الله عنان، القاهرة: مكتبة الخانجی، 1967م)، 3: 266۔

45 جلال الدين عبد الرحمن بن ابی بكر السيوطی (م 911ھ) **صون المنطق والكلام عن فنی المنطق والكلام** (القاهرة: مطبعة السعادة، 1947م)، 251۔

((اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسرے تمام اہلِ عقل کے ساتھ متفق تھے کہ ممکنہ معلول اتنا قدیم نہیں جتنا کہ اس کی علت قدیم ہے، جیسا کہ ابن سینا اور اس سے متفق لوگ کہتے ہیں۔))

ایک دن ابن طفیل نے آپ کو بلا کر بتایا کہ بادشاہ ارسطو کے پیچیدہ ترجموں سے پریشان ہے اور ان کی عام فہم تلخیص چاہتا ہے۔ ابن طفیل نے اپنے بڑھاپے کی وجہ سے معذرت کی اور ابن رشد کو اس کام کے لیے تیار کیا۔[46]

ابن طفیل نے بادشاہ کو اپنے بعد ابن رشد کو طبیبِ خاص بنانے کی وصیت کی۔ ابن رشد کی فلسفیانہ کتب محدثین کی ترتیب پر ہیں۔ ان کی مقبول ترین کتاب تهافة التهافة ہے، جس میں انہوں نے امام غزالی کی تہافۃ الفلاسفۃ کا رد کیا ہے۔ اس کتاب کی ابتدائی فصول میں انہوں نے امام غزالی کا پورا متن لے کر تبصرہ کیا اور آخری فصول میں صرف ابتدائی جملوں پر اکتفا کیا، جہاں وہ امام غزالی کا قول قال ابو حامد سے شروع کرتے ہیں۔ عثمانی بادشاہ سلطان محمد فاتح کے حکم سے مولی مصطفیٰ بن یوسف خواجہ زادہ البرسوی م 893ھ اور مولیٰ علاء الدین علی الطوسی م 887ھ نے امام غزالی اور حکماء کی کتاب کا محاکمہ کرنے کے لیے تصنیف لکھنے حکم دیا،

فكتب المولى خواجة زاده في اربعة اشهر و كتب المولى الطوسي في ستة اشهر ففضلوا كتاب المولى خواجة زاده على كتاب الطوسي۔[47]

((چنانچہ استاد خواجہ زادہ نے چار ماہ میں لکھا اور استاد طوسی نے چھ ماہ میں لکھا، چنانچہ انہوں نے طوسی کی کتاب پر خواجہ زادہ کی کتاب کو ترجیح دی۔))

استاد خواجہ زادہ نے دونوں کتب کو جمع کیا اور اس کا نام متہافۃ خواجہ زادہ رکھا۔

ابن رشد نے منطق اور عقلی فنون پر في مقولات الشرطية، الضروري في المنطق اور مختصر المنطق لکھیں۔ آپ نے ارسطو کی کتاب البرهان پر 1183ء میں ایک بڑی شرح اور 1168ء میں تلخیص الجدل کے نام سے چھوٹی شرح، شرح الفارابي و ارسطو في المنطق اور 1166ء میں تلخيص القياس جیسی تحقیقات بھی پیش کیں۔

---

46 عبد الواحد المراكشي (م 647ھ)، **المعجب في تلخيص اخبار المغرب** (القاهرة: مطبعة الاستقامة، 1949م)، 242۔

47 مصطفىٰ بن عبد الله حاجي خليفه كاتب چلبي (م 1067ھ)، **كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون** (بغداد: منشورات مكتبة المثنى)، 1: 512۔

آپ نے ترجمہ و تحقیق کی تفویض کردہ ذمہ داری بڑے احسن انداز سے نبھائی۔ آپ نے یونانی نہ جانتے ہوئے ارسطو کا مدعا اچھی طرح سمجھا اور بیان کیا۔ اگر آپ یونانی زبان و ادب سے متعارف ہوتے تو تحقیق کا معیار کیا ہوتا؟ ابن رشد نے شروحات لکھتے ہوئے الجوامع (The Short Commentaries)، الشرح الکبیر (The Long Commentary) اور التلخیص (The Middle Commentary) تین مختلف طرح کی کیٹیگری بنائیں۔ آپ کو مشائیت کا ترجمان کہا جاتا ہے۔ اپنے کام میں یکسوئی دکھانے کی وجہ سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ ابن رشد ارسطو حکیم کا ایسا مقلد ہے جس نے اجتہاد نہیں کیا۔[48]

ابن رشد سے متعلق ایسی ہی رائے علامہ ابن خلدون نے بیان کی ہے:

ابن رشد لخص کتب ارسطو و شرحها متبعا له غير مخالف۔[49]

((ابن رشد نے ارسطو کی کتابوں کا خلاصہ اور ان کی شرح لکھی، اور اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کی مخالفت نہ کی۔))

ابن رشد کی دیگر کتب فلسفہ میں مقدمة الفلسفه فی اثنا عشر رسالة، مسائل فی الفلسفة، فی العقل والمعقول اور شرح الفردوسی فی العقل شامل ہیں۔ عقل پر آپ کی تالیفات کتابان فی الاتصال، اربعة کتب فی مسئلة هل العقل المادی یمکنه ادراک الصورالمنفصلة اور شرح کلام ابن باجة فی اتصال العقل المنفصل بالانسان بیان کی جاتی ہیں۔ آپ کی جانب سے کونیات اور فلکیات میں رسالة فی ترکیب الاجرام، کتاب الکون اور ارسطو کی کتاب السماء والعالم 1188ء میں لکھی گئی ایک بڑی شرح ہے۔

---

48 عبد الحق بن إبراهيم ابن سبعين (م 669ھ)، **بد العارف** (تحقيق: د۔ جورج كتورة، بيروت: دار الأندلس للنشر والطباعة، 1978م)، 143۔

ارسطو سکندر اعظم کی صحبت میں رہتا تھا جس کے شاگرد استفادہ کرنے کے لیے اس کے ہمرکاب رہتے تھے۔ اس کے علاوہ کہا جاتا ہے کہ ارسطو کے ارد گرد تلامذہ ہوتے تھے وہ باغ میں چلتے پھرتے درس دیتا تھا اس لیے اس کے متبعین مشائین کہلائے۔ سچ تو یہ ہے کہ فلسفہ، منطق، فلکیات، طبیعیات اور علوم عقلیہ میں ابن رشد کا استاد ارسطو ہے۔ آپ نے معلم اول کے اقوال پر اعتراض نہیں کیے اور ذاتی رائے دے دی ہے۔

Carl Brockelmann, History of the Islamic Peoples (New York: Capricorn Books, 1960m), 2: 195.

49 عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون (ت 808ھ)، **تاريخ ابن خلدون المسمى كتاب العبر وديوان المبتدأ والخبر** (بيروت: منشورات دار الكتب اللبنانية، 1956م)، 879۔

ابن رشد نے حکمائے اسلام کے نظریات پر بھی تحقیق کی جیسے شروح علی الفارابی فی مختلف المسائل، نقد الفارابی فی التحلیلات الثانی لارسطو،رد علی ابن سینا فی تقسیم المخلوقات اورالبحث فیما ورد فی کتاب الشفاء عما وراء الطبیعة وغیرہ۔نفسیات پرجوامع الحس والمحسوس جبکہ دیگر متفرق موضوعات پرشرح وسط لما بعد الطبیعة ، فی الوجودین الازلی والوقتی،فی وجود المادة الاولی اورفی الزمان آپ کی قابل ذکر کتب ہیں۔

مسلم اندلس کے بعد عربوں کی تحقیقات متعصب اور جاہل مسیحیوں کے ہتھے چڑھ گئیں جنہوں نے لائبریریاں جلا دیں۔ ان سے بچ جانے والے مخطوطات پیرس، لائیڈن اور اسکوریال میں محفوظ کر لیے گئے۔ ان اصل کتابوں سے مغرب میں ترجمے کر کے شائع کیے گئے لیکن آپ کی کتب مشرق میں رواج نہیں پا سکیں۔ فلسفے میں ابو بکر بندود بن یحییٰ قرطبی آپ کا شاگرد خاص ہے۔

ابن رشد نے اندلس کی فلسفیانہ تحقیقات میں جمود توڑتے ہوئے عقل، برہان اور تنقیدی تحقیق کو فروغ دیا، یونانی فلسفے کی منظم تشریح کی، اسلامی فکری روایت کا ناقدانہ جائزہ لیا اور فلسفے کو عالمی علمی روایت سے مؤثر طور پر ہم آہنگ کیا۔

8۔اندلسی سیاسیات میں ابن رشد کا معیاری کردار

اندلس اموی دور کے بعد طوائف الملوکی کا شکار ہوا، تو مسیحی پیش قدمی دوبارہ شروع ہو گئی۔ یوسف بن تاشفین نے افریقہ سے آ کر 1086ء میں الفونسو ششم کو شکست دی، مگر وہ مزید پیش رفت نہ کر سکے۔ المرابطون نے دیگر گروہوں کو تو دبا دیا، لیکن الموحدون کے دباؤ کے باعث وہ سارا گوسا کے مسیحیوں کو مستحکم ہونے سے نہ روک سکے۔ اس خطرے کو بھانپتے ہوئے ابن رشد الجد نے مراکش کے سلاطین سے اندلس کے مسیحی شہریوں کو افریقہ منتقل کرنے کی درخواست کی، جس کی منظوری کے بعد انہیں مغربی طرابلس میں آباد کیا گیا۔[50]

المؤحدون شریعت کی تجدید کا دعویٰ لے کر اٹھے، جن کے امیر اور مصمود بربر سرداروں کے عقیدت مند محمد بن تومرت نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر کے مراکش میں موحد سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس نے احکام کا استنباط

---

50 Ernest Renan, Averroès et l'averroïsme (Paris: Calmann-Lévy, 1882), 33.

کر کے خود کو امام معصوم کہلانا شروع کر دیا، جس کی وجہ سے اس کی آراء کو رد کرنا ناممکن ہو گیا اور اس کے احکام بلا مخالفت نافذ ہونے لگے۔ یوں عملی طور پر اجتہاد کو شرعی مصدر ماننے سے انکار کر دیا گیا۔[51]

ابن تومرت نے مرابطون کی گمراہی کو اسلام کے زوال کی وجہ بتا کر اپنی حکومت کا جواز پیش کیا اور مصمودی عصبیت کو ہوا دی۔ اس نے اپنے سپہ سالار عبد المومن کو خلیفہ نامزد کیا۔ بعد میں قاضی ابو بکر بن عربی کی قیادت میں اندلسی وفد نے مراکش جا کر عبد المومن سے مسیحی خطرے کے خلاف مدد مانگی۔

موحدون نے اشبیلیہ کو دارالحکومت بنایا، جہاں ابن طفیل اور ابن رشد جیسے درباری اطباء اور عقلیت پسندوں نے فلسفے کو فروغ دیا۔ اس سلطنت پر عبد المومن (558ھ)، ابو یعقوب یوسف (580ھ) اور ابو یوسف یعقوب المنصور (595ھ) نے حکومت کی۔[52]

ابن رشد کو سیاسیات میں ارسطو کی کتب میسر نہیں آئیں تو افلاطون کی کتاب (Republic) کو الضروری فی السیاسة کے عنوان سے تشریح کر کے سماجی اور سیاسی فلسفے کی ابتداء کی۔ آپ نے ارسطو کی نفسیات کے ذریعے افلاطون کے سیاسی نظریات بیان کرنے کی کوشش کی۔ اس کتاب کی شرح تین کتب پر مشتمل ہے۔ پہلی کتاب میں مصدر کی کتاب دوم کا دوسرا حصہ ہے۔ دوسری میں اصل کتاب کے کتب ششم اور ہفتم ہیں جبکہ تیسری کتاب میں افلاطون کی ہشتم اور نہم کتب ہیں۔ یونانی سوم، چہارم اور پنجم کتب سے ابن رشد نے اپنی شرح کی پہلی اور دوسری کتاب میں بیانات اخذ کیے ہیں۔ سیاسیات میں آپ کی ایک اور کتاب فرائض السلاطین و الخلفاء مخطوط کی صورت میں اسکوریال لائبریری میں موجود ہے۔

ابن رشد نے اندلسی سیاسی فکر میں عقل، عدل اور شریعت کے امتزاج پر مبنی معیاری نظریات پیش کیے، افلاطونی سیاسی فلسفے کی تشریح کے ذریعے حکمرانی، ریاست اور معاشرتی نظم کے اصولوں کو علمی و فکری بنیادوں پر استوار کیا۔

---

51 محمد بن تومرت المهدي (ت 524ھ)، **أعز ما يُطلب** (تحقيق: عبد الغني أبو العزم، الرباط: مؤسسة الغني للنشر، 1997م)، 251۔

52 Clifford Edmund Bosworth, The Islamic Dynasties: Chronological and Genealogical Handbooks (Edinburgh: Edinburgh University Press, 1967), 30.

9۔ آزادی اظہار کی سزا

مسیحی یورپ کی مانند ایذا رسانی اسلام کے لوازمات میں شامل نہ تھی، ورنہ کندی، فارابی اور بو علی سینا کا تحفظ محال ہوتا۔ یہاں تو ابن الراوندی اور طبیب رازی جیسے ملحدین و منکرین کو بھی آزادیِ اظہار کا موقع ملا اور علمائے اسلام نے ہمیشہ ان کا بر وقت علمی رد کیا۔ آپ کو زیر عتاب رکھنے والے بادشاہ کو یورپ میں متذبذب بادشاہ کہا جاتا ہے۔[53]

یعقوب المنصور نے درباریوں کو ابن تومرت کو معصوم کہنے سے روکا اور ابن تومرت کی تالیفات کے بجائے قرآن و حدیث پڑھنے کی تاکید کی۔ اس نے اجتہاد کے فروغ اور تقلید کے خاتمے کے لیے مالکی مذہب کی کتب جلانے کا حکم دیا۔ وہ عادل، فیاض اور رفاہی کاموں کا شائق تھا، جس نے مراکش کے قریب نیا شہر اور بڑی مسجد تعمیر کرائی۔ اس کے دور میں تصوف کا رجحان بڑھا اور 591ھ میں اس نے الفونسو کو شکست دی۔ ابن رشد کو سزا ملنے کی ایک وجہ قرطبہ کے گورنر اور بادشاہ کے بھائی ابو یحییٰ سے ان کی بے تکلفی تھی، جس سے بادشاہ خفا تھا۔ اس سے قبل بادشاہ کے ایک چچا اور بھائی حکومت کی لالچ میں قتل کیے جا چکے تھے۔

ارسطو کی کتاب الحیوان کی شرح میں آپ نے زرافہ کی پیدائش و نشوونما کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعید الاندلسی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس کے بارے میں لکھا کہ میں نے اسے شاہ بربر کے پاس دیکھا ہے، وہ مزید بتاتے ہیں:

کل من یمر به یلعنه و یبصق فی وجهه ثم امر بنفیه الی الیسانة مدینة الیهود۔[54]

((ابن رشد کے پاس سے گزرنے والے ہر شخص نے اس پر لعنت بھیجی اور اس کے منہ پر تھوک دیا، پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے یہودیوں کے شہر الیسانہ میں جلاوطن کر دیا جائے۔))

اس خود پسند بادشاہ کو امیر المومنین کہلوانا پسند تھا۔ جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کے خلاف مدد کے لیے مراسلہ بھیجا، تو اس میں اپنے لیے امیر المسلمین کا خطاب دیکھ کر وہ ناراض ہو گیا اور مدد سے انکار کر دیا۔ وہ اصلاح کے بہانے مصر پر حملے کا ارادہ بھی رکھتا تھا۔ دونوں بر کا بادشاہ کی تاویل سے آپ کی جان بخشی ہوئی:

---

53 Charles-André Julien, History of North Africa: Tunisia, Algeria, Morocco, from the Arab Conquest to 1830 (London: Routledge & Kegan Paul, 1970), 2:151.

54 ابن سعيد الأندلسي (ت 673هـ)، **المغرب في حلى المغرب** (تحقيق: د. شوقي ضيف، القاهرة: دار المعارف، 1953)، 1: 104۔

انه كان جرى بمجلس امير المؤمنين منع العمل بالشهادة على الخط ، و لما وجد هذه القضية مم بالعمل بها فحاج امير المؤمنين و قال له : منعتم الشهادة على الخط في الدرهم و الدينار ، و تجيزونها في قتل المسلم۔[55]

((امیر المومنین کی مجلس میں یہ بات تھی کہ رسم الخط پر گواہی پر عمل کرنا ممنوع قرار دیا گیا، جب یہ مسئلہ معلوم ہوا تو ابن رشد نے اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا، اور امیر المومنین سے بحث کی اور اس سے کہا: آپ نے درہم اور دینار کی گواہی کے خط کو حرام قرار دیا، اور مسلمان کے قتل میں اس کی اجازت دی۔))

ایک بار منجمین نے آندھی سے ہلاکتیں ہونے کی پیشگوئی کی جسے سن کر لوگ سرنگیں کھودنے لگے۔ ابن رشد کو علم نجوم میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ابن بدود، والی قرطبہ کے ہاں آندھی کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی کہ آپ کے نائب ابو محمد عبد الکبیر نے قوم عاد کی آندھی کے عذاب سے ہلاکت کی بات کی۔ ابن رشد نے قوم عاد کے وجود و ثبوت سے انکار کر دیا تو مجلس پر سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔[56]

آپ کو سائنسی مطالعے کے اثر سے اپنی فقہی رائے کو فراموش نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ سورج اور چاند گرہن میں نبوی فرمودات کی علت پر قیاس کرتے ہوئے فقہاء کا ایک گروہ زلزلہ، آندھی اور طوفان کو آیات الٰہی کہتا ہے اور ان مواقع پر نماز پڑھنا مستحب سمجھتا ہے۔[57]

القاضی ابو عامر يحيى بن ابى الحسن بن ربيع ، و بنوه ، و امتحن بسبب ذلك۔[58]

---

55 ابو العباس احمد بن احمد الغبريني (م 714ھ)، **الدراية في من عرف من العلماء في المائة السابعة ببجاية** (تحقيق: رابح بونار، الجزائر: الشركة الوطنية للنشر والتوزيع، 1980)، 184۔

56 محمد لطفی جمعہ، **تاریخ فلاسفۃ الاسلام** (ترجمہ: ڈاکٹر میر ولی الدین، کراچی: مسعود پبلشنگ ہاؤس، 1964)، 133۔

57 ابو الولید محمد بن احمد ابن رشد (م 595ھ)، **بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد** (ترجمہ: ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، لاہور: دار التذکیر)، 298۔

قوم عاد کے بارے میں آثار قدیمہ، جغرافیہ اور تاریخی ثبوت سے نصوص کی سائنسی شہادت حال ہی میں پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔ 1990ء میں ایک شوقیہ ماہر آثار قدیمہ Nicholas Clapp نے جزیرۃ العرب میں قرآن کریم میں بیان کردہ ستونوں والے اِرم شہر کو دریافت کیا اور جب اس شہر اور اس کے مضافات کی کھدائی کی گئی تو پتہ چلا کہ یہ قوم عربوں کی خوش قسمت قوم ہونے کے دعویدار تھی اور جب ناسا کے مصنوعی سیاروں کی تصاویر لی گئیں تو قافلوں کے رستوں تک کی نشاندہی ہوئی۔ اس سے پہلے اس سامی نسل کی قرآن کریم میں ذکر کے علاوہ کوئی تاریخی اور جغرافیائی شہادت میسر نہیں تھی۔ (ہارون یحیٰ، تباہ شدہ اقوام، ص:89)۔

58 ابو الحسن على بن عبد الله النباہی (م بعد 793ھ)، **كتاب المرقبة العلياء فيمن يستحق القضاء والفتيا** (القاهرة: دار الكتاب المصرى، 1948)، 111۔

((قاضی ابو عامر یحیٰ بن ربیع اور اس کی اولاد نے آپ کے خلاف منافرت کا بازار گرم کر دیا۔))

مذکورہ قاضی کے بیٹے قاضی ابو القاسم اور ابو الحسین آپ کے خلاف مقدمے میں پیش پیش تھے۔ قاضی ابو عبداللہ بن مروان نے مقدمے میں ابن رشد سے پہنچنے والے ضرر کا مسئلہ اٹھایا۔ خطیب ابو علی بن حجاج نے عدالت میں قدیم علوم میں مشغولیت اور مسلم عقائد کی مخالفت کا الزام لگا کر ابن رشد کے دائرہ اسلام سے اخراج کی بات کی۔ بے دینی اور بد عقیدگی ثابت کرنے کے لیے آپ کے ہاتھ سے لکھے مقالے پیش کیے گئے۔ ان میں لکھا گیا تھا کہ پس ظاہر ہوا کہ زہرہ بھی ایک معبود ہے۔ بادشاہ اور سب نے ایسا لکھنے والے پر لعنت ملامت کی۔[59]

اندلس میں یہودی اسلام لانے کا اعلان کرتے تھے لیکن بادشاہ کو شک تھا کہ اندرون خانہ وہ اپنے دین پر ہی ہوں گے۔ وہ ان سے نفرت کرتا اور اذیتیں دیتا تھا۔ مخالفین نے بادشاہ کی طبیعت کے مطابق ابن رشد کو یہودی النسل کہنا شروع کر دیا۔ خلیفہ منصور نے آپ کو یہودی بستی یسانہ میں نظر بند کر دیا اور ابن زہر کو فلسفہ کی کتب جلانے کا فرمان جاری کیا۔ منصور نے اپنے کاتب ابو عبداللہ بن عیاش کو منشور لکھنے کا حکم دیا۔ اس منشور کی وجہ سے مراکش اور سلطنت کے طول و عرض میں ابن رشد کے مقدمے اور فیصلے کی شہرت ہو گئی۔ ابن رشد سے لوگ متنفر ہو گئے۔ ایک دفعہ آپ نماز پڑھنے گئے تو آپ کو اپنے لڑکے عبداللہ بن محمد بن رشد کے ساتھ عصر کی نماز کے وقت قرطبہ کی مسجد سے نکال دیا گیا۔

ابو الحسن بن جبیر البلنسی نے آپ کی مذمت میں اشعار کہے۔ ان میں بھی آپ کے اسلاف کی دینداری نمایاں وصف کے طور پر بیان کی گئی ہے جیسا کہ دو اشعار یوں ہیں:

و کنت فی الدین ذا رياء ما هٰكذا كان فيه جدك[60]

((تو دین کے معاملے میں ریاکار رہا تیرے آباءواجداد کا یہ طرز عمل نہ تھا۔))

---

59 محمد بن محمد بن مخلوف (م 1360ھ)، **شجرة النور الزكية فی طبقات المالكية** (القاهرة: المطبعة السلفية، 1350ھ)، 147۔

60 ابو عبد الله محمد بن عبد الملك الاوسی الانصاری المراكشی (م 703ھ)، **الذيل والتكملة لكتابی الموصول والصلة** (تحقيق: احسان عباس، بيروت: دار الثقافة)، 6: 21۔

ابن رشد کی سزا اس امر کی عکاس ہے کہ سیاسی مفادات، مذہبی تعصبات اور فکری اختلافات بسا اوقات علمی آزادی پر غالب آ جاتے ہیں، تاہم ان کی تحقیقات، استدلال اور علمی خدمات نے انہیں تاریخ میں ہمیشہ زندہ اور باوقار رکھا۔

10۔ ابن رشد کا سانحہ ء ارتحال

مراکش جا کر بادشاہ نے اپنا فرمان منسوخ کر کے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ اس نے قاضی ابو جعفر ذہبی کو طب و فلسفہ کی اشاعت پر مامور کیا۔ ابن رشد اس کے بعد ایک سال ہی زندہ رہے۔ آپ مراکش میں مورخہ 9 صفر 595ھ / 10 دسمبر 1198ء میں وفات پاگئے۔ بیرون شہر آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ چھے سال کے بعد آپ کا تابوت مراکش سے قرطبہ منتقل کر کے آبائی قبرستان مقبرہ ابن عباس میں دفن کیا گیا۔ قرطبہ کے آبائی قبرستان میں دفن کرنے کے لیے آپ کا تابوت منتقل کیے جانے کے شاہد شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی تھے۔ انہوں نے میزان کا یہ نظارہ مستحسن جانا کہ چوپائے کے ایک جانب آپ کا تابوت اور دوسری طرف آپ کی تالیفات رکھی گئی تھیں۔ مغرب کی نسبت امتِ مسلمہ میں کم وقعت رکھنے والے اس حکیم کے بارے میں شیخ الاکبر کی گواہی یوں ہے:

هٰذا الامام وهذه اعماله   يا ليت شعری هل اتت آماله[61]

((یہ امام ہیں اور یہ ان کے اعمال۔ کیا آپ کی امنگیں بر آئیں؟))

ابن رشد کا ارتحال ایک عظیم علمی عہد کے اختتام کی علامت تھا، مگر ان کی تصنیفات، اجتہادی فکر اور فلسفیانہ خدمات نے انہیں دائمی حیات بخشی اور اسلامی و مغربی علمی روایت میں ہمیشہ کے لیے ممتاز مقام عطا کیا۔

11۔ خلاصہ کلام

ابن رشد کا دیس اندلس تھا۔ اس تحقیق میں ابن رشد کی ولادت اور وفات کے علاوہ جائے پیدائش اور مقام تدفین کے بارے میں روایات بیان کی گئی ہیں، اور آپ کے احوال و کیفیات اور خاندانی پس منظر بیان کیا گیا ہے، جس کی روشنی میں آپ کی تحقیقات کی سمجھ میں آسانی ملے گی۔ یہ تحقیقات مسلم فکر کی تاریخ میں بہت اہم ہیں۔ ابن رشد کا خاندان اپنے دیس میں نیک نامی رکھتا تھا اور آپ نے اپنے اخلاق، عادات اور سماجی خدمات کے ذریعے اپنے آباؤ اجداد کا نام روشن رکھا۔ اپنے دیس میں رائج تعلیمی نظام میں آپ نے اصلاح کی کوشش کی۔ آپ نے درجہ بدرجہ تعلیم

61 ابو عبد الله محمد بن علی ابن عربی الطائی (م 638ھ)، **الفتوحات المكية** (مصر: المكتبة العربية، 1405ھ)، السفر الثانی: 373۔

کی طرف توجہ دلائی۔ علم الکلام کی تحقیقات میں آپ نے انفرادیت برقرار رکھی۔ اس وقت معتزلہ زوال پذیر ہو چکے تھے، اشاعرہ کے بیان کردہ اعتقادی مسائل کو پذیرائی مل چکی تھی، اور حنابلہ محدود ہو گئے تھے۔ فقہی تحقیقات میں آپ نے اجتہاد کی طرف رغبت دلائی۔ فلسفہ کے مطالعہ کے دوران آپ نے سیاسیات کی طرف توجہ دی۔ آپ کو معیاری نظام صرف خلافتِ رشدہ تک محدود دکھائی دیا۔ آپ نے فلسفیانہ تحقیقات میں اشاعرہ کے کلامی اثرات کے ازالے کی کوشش کی۔ ابن رشد نے مسلم فکر میں تحرک کی کوشش کی۔ اپنے مطالعہ کی روشنی میں آپ نے آزادی اظہار کی اہمیت جانی، لیکن اس کی آپ کو سزا دی گئی حتیٰ کہ آپ مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

12۔ نتائج تحقیق

1. ابن رشد اندلس کے ممتاز علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جس کی علمی، فقہی اور قضائی خدمات نے ان کی شخصیت اور تحقیقات پر گہرے اثرات مرتب کیے۔
2. ابن رشد نے اندلس کے رائج تعلیمی نظام کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے تدریجی (Gradual) نظامِ تعلیم اور دینی و عقلی علوم کے متوازن امتزاج کی حمایت کی۔
3. انہوں نے علمِ کلام میں اپنے عہد کے غالب اشعری رجحان سے ہٹ کر عقل، برہان اور شریعت کے امتزاج پر مبنی منفرد تحقیقی منہج اختیار کیا۔
4. ابن رشد نے فقہی تحقیقات میں اجتہاد کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے تقلیدِ محض کے بجائے دلیل اور استنباط پر مبنی فقہی فکر کو فروغ دیا۔ بدایۃ المجتہد کے ذریعے انہوں نے فقہی اختلافات کے اسباب، اصول اور دلائل کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ پیش کر کے فقہی تحقیق کو نئی جہت عطا کی۔
5. فلسفیانہ تحقیقات میں ابن رشد نے یونانی فلسفے کا ناقدانہ مطالعہ کیا اور اسلامی فکر کو عقلی و برہانی بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اشعری علمِ کلام کے فلسفیانہ اثرات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے فلسفے اور شریعت کے درمیان ہم آہنگی ثابت کرنے کی سعی کی۔
6. سیاسی فکر میں ابن رشد نے خلافتِ راشدہ کو اسلامی حکمرانی کا مثالی نمونہ قرار دیا اور عدل، قانون اور مشاورت پر مبنی ریاستی تصور پیش کیا۔

7. ابن رشد نے فلسفے، فقہ، کلام، طب، منطق اور سیاسیات سمیت مختلف علوم کے مابین (Interdisciplinary) تحقیق کا قابلِ تقلید نمونہ پیش کیا۔
8. انہوں نے مسلم فکر میں جمود کے خاتمے، عقلی اجتہاد کے فروغ اور علمی تحقیق کی تجدید کے لیے نمایاں کردار ادا کیا۔
9. ابن رشد آزادیِ اظہار اور علمی اختلافِ رائے کے قائل تھے، تاہم اپنے نظریات کی بنا پر انہیں سیاسی اور مذہبی مخالفت، جلاوطنی اور سماجی اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔
10. ان کی علمی خدمات اور تصنیفات نے اسلامی دنیا کے ساتھ ساتھ یورپی علمی روایت، خصوصاً فلسفہ اور عقلی علوم، پر گہرے اثرات مرتب کیے۔
11. ابن رشد کی شخصیت ایک فقیہ، قاضی، فلسفی، طبیب، متکلم اور مصلح کی حیثیت سے اسلامی تہذیب کی جامع علمی روایت کی نمائندہ ہے۔ یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ ابن رشد کی تمام فکری کاوشوں کا بنیادی مقصد مسلم فکر میں عقل و نقل کی تطبیق، اجتہاد کا احیاء اور علمی و فکری تحرک پیدا کرنا تھا۔
12. اس تمام تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ابن رشد نے مسلم فکر کے جمود کو توڑنے، عقل و نقل میں تطبیق دینے اور آزادیِ اظہارِ رائے کا علم بلند کرنے کے لیے ایک مخلصانہ اور مجتہدانہ کوشش کی، اور ان کا سیاسی نظریہ خلافتِ راشدہ کو ہی مثالی مسلم سیاسی ماڈل ثابت کرتا ہے۔ لہٰذا معاصر فکری و سیاسی جمود کو دور کرنے کے لیے سفارش کی جاتی ہے کہ ابن رشد کے تدریجی نظامِ تعلیم، منہجِ اجتہاد اور ان کے سیاسی افکار کو جدید نصاب اور مابعد کی تحقیقات کا حصہ بنایا جائے۔

Bibliography

1. Adam Metz. *Islamic Civilization in the Fourth Century AH*. Cairo, 1957.
2. Ahmed Essa and Othman Ali. *Studies in Islamic Civilization: The Muslim Contribution to the Renaissance*. International Institute of Islamic Thought, 2012.
3. Al-Anṣārī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad bin 'Abd al-Malik al-Awsī al-Marrākushī (d. 703 AH). *Al-Dhayl wa al-Takmilah li-Kitābay al-Mawṣūl wa al-Ṣilah*. Ed. Ihsan Abbas. Beirut: Dār al-Thaqāfah.
4. Al-Balādhurī, Aḥmad bin Yaḥyā bin Jābir bin Dāwūd (d. 278 AH). *Futūḥ al-Buldān*. Alexandria: Dār Ibn Khaldūn.
5. Al-Baghdādī, 'Abd al-Qāhir bin Ṭāhir (d. 429 AH). *Al-Farq bayn al-Firaq wa Bayān al-Firqat al-Nājiyah Minhum*. Beirut: Dār al-Āfāq al-Jadīdah, 1973.
6. Al-Baghdādī, 'Abd al-Qāhir bin Ṭāhir (d. 429 AH). *Uṣūl al-Dīn*. Istanbul: Maṭba'at al-Dawlah, 1928.
7. Al-Ḍabbī, Abū 'Abd Allāh Aḥmad bin Yaḥyā (d. 599 AH). *Bughyat al-Multamis fī Tārīkh Rijāl Ahl al-Andalus*. Beirut: Dār al-Kitāb al-'Arabī, 1967.
8. Al-Dhahabī, Shams al-Dīn Muḥammad bin Aḥmad bin 'Uthmān (d. 748 AH). *Siyar A'lām al-Nubalā'*. Beirut: Dār al-Fikr.
9. Al-Dhahabī, Shams al-Dīn Muḥammad bin Aḥmad bin 'Uthmān (d. 748 AH). *Tārīkh al-Islām wa Wafayāt al-Mashāhīr wa al-A'lām*. Ed. Dr. 'Umar 'Abd al-Salām Tadmurī. Beirut: Dār al-Kitāb al-'Arabī.
10. Al-Ghabrīnī, Abū al-'Abbās Aḥmad bin Aḥmad (d. 714 AH). *Al-Dirāyah fīman 'Arafa min al-'Ulamā' fī al-Mi'at al-Sābi'ah bi-Bijāyah*. Ed. Rābiḥ Būnār. Algeria: Al-Sharikāt al-Waṭaniyyah li al-Nashr wa al-Tawzī', 1980.
11. Al-Ḥamawī, Abū 'Abd Allāh Yāqūt bin 'Abd Allāh (d. 626 AH). *Mu'jam al-Buldān*. Beirut: Dār Ṣādir, 1986.
12. Al-Malthī, Abū al-Ḥasan Muḥammad bin Aḥmad (d. 377 AH). *Al-Tanbīh wa al-Radd 'alā Ahl al-Ahwā' wa al-Bida'*. Beirut: Maktabat al-Ma'ārif, 1968.
13. Al-Marrākushī, 'Abd al-Wāḥid (d. 647 AH). *Al-Mu'jib fī Talkhīṣ Akhbār al-Maghrib*. Beirut: Dār al-Kitāb, 1978 / Cairo: Maṭba'at al-Istiqāmah, 1949.
14. Al-Nabāhī, Abū al-Ḥasan 'Alī bin 'Abd Allāh (d. after 793 AH). *Kitāb al-Marqabat al-'Ulyā fīman Yastaḥiqqu al-Qaḍā' wa al-Futyā*. Cairo: Dār al-Kitāb al-Miṣrī, 1948.
15. Al-Shahrastānī, Abū al-Fatḥ Muḥammad bin 'Abd al-Karīm (d. 548 AH). *Al-Milal wa al-Niḥal*. Ed. 'Abd al-'Azīz Muḥammad al-Wakīl. Cairo: Mu'assisat al-Ḥalabī, 1968.

16. Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn 'Abd al-Raḥmān bin Abī Bakr (d. 911 AH). *Ṣawn al-Manṭiq wa al-Kalām 'an Fannay al-Manṭiq wa al-Kalām*. Cairo: Maṭba'at al-Sa'ādah, 1947.
17. Al-Tādilī, Aḥmad bin Abī al-Qāsim bin Muḥammad al-Sha'bī al-Harwī. *Al-Mu'zī fī Akhbār al-Shaykh Abī Ya'zī*. Manuscript: Al-Khizānat al-'Āmmah bil-Ribāṭ, No. 1773 D.
18. Al-Tujībī, Abū Baḥr Ṣafwān bin Idrīs (d. 598 AH). *Zād al-Musāfir*. (Cited in: *Nuṣūṣ Jadīdah ḥawla Ibn Rushd*, Dr. Muḥammad bin Sharīfah).
19. Carl Brockelmann. *History of the Islamic Peoples*. New York: Capricorn Books, 1960.
20. Charles-André Julien. *History of North Africa: Tunisia, Algeria, Morocco, from the Arab Conquest to 1830*. London: Routledge & Kegan Paul, 1970.
21. Clifford Edmund Bosworth. *The Islamic Dynasties: Chronological and Genealogical Handbooks*. Edinburgh: Edinburgh University Press, 1967.
22. Ernest Renan. *Averroès et l'Averroïsme*. Paris: Calmann-Lévy, 1882.
23. Farāḥ Anṭūn. *Ibn Rushd wa Falsafatuhū*. Beirut: Dār al-Ṭalī'ah, 1981.
24. Hārūn Yaḥyā. *Tabāh Shudah Aqwām*.
25. Ibn al-Abbār, Abū 'Abd Allāh Muḥammad (d. 658 AH). *Kitāb al-Takmilah li-Kitāb al-Ṣilah*. Madrid: Maṭba'at Rūkhiṣ, 1886 / Cairo: Dār al-Sa'ādah.
26. Ibn al-'Imād, 'Abd al-Ḥayy bin Aḥmad bin Muḥammad al-Ḥanbalī (d. 1089 AH). *Shadharāt al-Dhahab fī Akhbār man Dhahab*. Beirut: Al-Maktab al-Tijārī li al-Ṭibā'ah wa al-Nashr.
27. Ibn al-Nadīm, Abū al-Faraj Muḥammad bin Isḥāq (d. 385 AH). *Al-Fihrist*. Cairo.
28. Ibn al-Wardī, Zayn al-Dīn 'Umar bin Muẓaffar (d. 749 AH). *Tārīkh Ibn al-Wardī*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1417 AH.
29. Ibn al-Zayyāt, Abū Ya'qūb Yūsuf (d. 627 AH). *Al-Tashawwuf ilā Rijāl al-Taṣawwuf*. Rabat: Kulliyyat al-Ādāb wa al-'Ulūm al-Insāniyyah, 1984.
30. Ibn 'Arabī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad bin 'Alī al-Ṭā'ī (d. 638 AH). *Al-Futūḥāt al-Makkiyyah*. Egypt: Al-Maktabat al-'Arabiyyah, 1405 AH.
31. Ibn Bashkuwāl, Abū al-Qāsim Khalaf bin 'Abd al-Malik (d. 578 AH). *Al-Ṣilah*. Madrid: Maṭba'at Rūkhiṣ, 1882.
32. Ibn Farḥūn al-Mālikī, Burhān al-Dīn (d. 799 AH). *Al-Dībāj al-Mudhahhab fī A'yān al-Madhhab*. Cairo: Maṭba'at Būlāq, 1351 AH.
33. Ibn Ḥazm, Abū Muḥammad 'Alī bin Aḥmad (d. 456 AH). *Al-Faṣl fī al-Milal wa al-Ahwā' wa al-Niḥal*. Cairo: Maktabat al-Khānjī.

34. Ibn Khaldūn, 'Abd al-Raḥmān bin Muḥammad (d. 808 AH). *Tārīkh Ibn Khaldūn al-Musammā Kitāb al-'Ibar wa Dīwān al-Mubtada' wa al-Khabar*. Beirut: Manshūrāt Dār al-Kutub al-Lubnāniyyah, 1956. (Also *Muqaddimah Ibn Khaldūn*).
35. Ibn Khallikān, Abū al-'Abbās Aḥmad bin Muḥammad bin Abī Bakr (d. 681 AH). *Wafayāt al-A'yān wa Anbā' Abnā' al-Zamān*. Ed. Muḥammad Muḥyī al-Dīn 'Abd al-Ḥamīd. Cairo: Maktabat al-Nahḍat al-Miṣriyyah, 1948.
36. Ibn Makhlūf, Muḥammad bin Muḥammad (d. 1360 AH). *Shajarat al-Nūr al-Zakiyyah fī Ṭabaqāt al-Mālikiyyah*. Cairo: Al-Maṭba'at al-Salafiyyah, 1350 AH.
37. Ibn Rushd al-Jadd, Abū al-Walīd Muḥammad bin Aḥmad (d. 520 AH). *Fatāwā Ibn Rushd*. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1987.
38. Ibn Rushd, Abū al-Walīd Muḥammad bin Aḥmad (d. 595 AH). *Bidāyat al-Mujtahid wa Nihāyat al-Muqtaṣid*. Trans. Dr. 'Ubaydullāh Fahd Falāḥī. Lahore: Dār al-Tadhkīr.
39. Ibn Sab'īn, 'Abd al-Ḥaqq bin Ibrāhīm (d. 669 AH). *Budd al-'Ārif*. Ed. Dr. George Kattūrah. Beirut: Dār al-Andalus li al-Nashr wa al-Ṭibā'ah, 1978.
40. Ibn Sa'īd al-Andalusī (d. 673 AH). *Al-Maghrib fī Ḥulā al-Maghrib*. Ed. Dr. Shawqī Ḍayf. Cairo: Dār al-Ma'ārif, 1953.
41. Ibn Talmūs (d. 621 AH). *Sharḥ li-Urjūzat Ibn Sīnā fī al-Ṭibb*. Manuscript: Dār al-Kutub al-Waṭaniyyah bi-Tūnis, No. 5355.
42. Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Aḥmad bin 'Abd al-Ḥalīm (d. 728 AH). *Al-Radd 'alā Falsafat Ibn Rushd*. Cairo: Al-Maktabat al-Maḥmūdiyyat al-Tijāriyyah.
43. Ismā'īl Bāshā bin Muḥammad Amīn al-Baghdādī (d. 1339 AH). *Īḍāḥ al-Maknūn fī al-Dhayl 'alā Kashf al-Ẓunūn 'an Asāmī al-Kutub wa al-Funūn*.
44. Kātib Çelebi, Muṣṭafā bin 'Abd Allāh Ḥājjī Khalīfah (d. 1067 AH). *Kashf al-Ẓunūn 'an Asāmī al-Kutub wa al-Funūn*. Baghdad: Manshūrāt Maktabat al-Muthannā.
45. Muḥammad bin Tūmart al-Mahdī (d. 524 AH). *A'azz Mā Yuṭlab*. Ed. 'Abd al-Ghanī Abū al-'Azm. Rabat: Mu'assisat al-Ghanī li al-Nashr, 1997.
46. Muḥammad Luṭfī Jum'ah. *Tārīkh Falāsifat al-Islām*. Trans. Dr. Mīr Walī al-Dīn. Karachi: Mas'ūd Publishing House, 1964.
47. Al-Maqqarī al-Tilimsānī, Aḥmad bin Muḥammad (d. 1041 AH). *Azhar al-Riyāḍ fī Akhbār al-Qāḍī 'Iyāḍ*. Ed. Muṣṭafā al-Saqqā, Ibrāhīm al-Abyārī and 'Abd al-Ḥafīẓ Shalabī. Cairo, 1940.
48. Al-Maqqarī al-Tilimsānī, Aḥmad bin Muḥammad (d. 1041 AH). *Nafḥ al-Ṭīb min Ghuṣn al-Andalus al-Raṭīb*. Ed. Dr. Ihsan Abbas. Beirut: Dār Ṣādir, 1968.

49. Al-Ṭaḥāwī, Abū Ja'far Aḥmad bin Muḥammad bin Salāmah (d. 321 AH). *Sharḥ al-'Aqīdat al-Ṭaḥāwiyyah*. Beirut, 1988.
50. Roger Arnaldez. *Averroes: A Rationalist in Islam*. Notre Dame: University of Notre Dame Press.
51. Sharīfah, Dr. Muḥammad bin. *Nuṣūṣ Jadīdah ḥawla Ibn Rushd*. Kuwait: Al-Nadwat al-Turāthiyyat al-Ūlā, 1995.
52. Al-Tālīlī, 'Abd al-Raḥmān. *Ibn Rushd fī al-Maṣādir al-'Arabiyyah*. Cairo: Al-Majlis al-A'lā li al-Thaqāfah, 2002.
53. Al-Tālīlī, al-Mukhtār bin al-Ṭāhir. *Ibn Rushd al-Jadd wa Kitābuhū al-Muqaddimāt*. Beirut: Al-Dār al-'Arabiyyah li al-Kitāb, 1988.
54. Al-Yāfi'ī al-Yamanī, Abū Muḥammad 'Abd Allāh bin As'ad (d. 768 AH). *Mir'āt al-Jinān wa 'Ibrat al-Yaqẓān fī Ma'rifat Mā Yu'tabaru min Ḥawādith al-Zamān*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1997.
55. 'Umar Riḍā Kaḥḥālah. *Mu'jam al-Mu'allifīn*. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī.
56. W. Montgomery Watt. *A History of Islamic Spain*. Edinburgh: Edinburgh University Press, 1965.